© rasailojaraid.com

حاملانِ قرآن

حضرت داؤد عمادیؒ

(جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی، ایس سی، علیگ)

اُولٰئِكَ اٰبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيْرُ الْمَحَافِلُ

نہایت متبحر علامہ، صاحب الفضل والکرامہ، علوم قرآن و حدیث میں یگانہ، ادب و لغت میں یکتائے زمانہ، تفقہ فی الدین میں فرد کامل، استنباط احکام میں مشار بالانامل۔

اسم شفا ایک شخص کو حضرت سے انکار تھا اور اس میں سخت اصرار تھا، ایک شب درد شکم میں مبتلا ہوا جس قدر تدبیریں کی گئیں درد بڑھتا ہی گیا، اُسی گھر میں حضرت کے ایک ارادت مند بھی فروکش تھے، عجز طبیب و بیقراری مریض پر ان کو رحم آیا۔ دردمند کو سیدھا لٹایا، بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ کے بعد ”حضرت سید داود و طعام پانی ہضم“ کہتے جاتے تھے اور اس کے شکم پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے، چند دقیقے میں درد جاتا رہا اور شفا ہو گئی، یہ کلمات اُسی زمانہ سے آل عماد میں معمول بہا ہیں اور ہزار بار تجربہ میں آ چکے ہیں۔

مزار مبارک رود دیلو سے کسی زمانہ میں میرزا جیون بیگ نے ایک آبگیر نکالی تھی جسے ”پوکھر“ کہتے ہیں، اس کے دہانہ پر ایک مزرعہ ہے جو بہرہ آب ہونے کے باعث بہرہ مشہور تھا اور اب اسی کو سوقیت نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِشباع کے ساتھ ہمارہ بنا دیا ہے، بہرہ وآبگیر کے مابین ایک افتادہ و بلند قطیعہ ہے جس کے گوشہ میں حضرت محو خواب ہیں اور وہیں حضرت قطب بھی آسودۂ استراحت ہیں، رضی اللہ عنہما۔

مجلس درس | مجلس درس ایک خبار دریس میں ہوتی تھی جس کا اثاث تک مدرس تھا، بیرون خبار کچھ برقع پوش نیک عورتیں بھی سماعت درس کے لیے حاضر تھیں اور حاضرین کی خواہش تھی کہ ان جواہر آلی سے کسی کے دامان گوشش خالی نہ رہیں، افتتاح خطاب کے ساتھ ہی ایک صاحب نے عرض کی :۔ یا حضرت اِن نیچی نظر والوں کو اونچا سنائی دیتا ہے، کوئی اطرش ہے کوئی بہرا، کوئی حسّ سمع سے بے بہرہ، لہٰذا ضروری ہے کہ صوت خطاب جہوری ہو۔ فرمایا :۔

کوئی گونگا ہے نہ بہرا۔ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا۔

حُزنِ یعقوب | بہانہ جویوں کو موقع مل گیا، فوراً بول اُٹھے :۔ یا حضرت، اسی کے بعد جو آیت ہے اس میں حضرت یعقوبؑ کا برا حال دکھایا ہے کہ فراق یوسفؑ میں اُنکی آنکھیں جاتی رہیں، اندھے ہو گئے، یہ تو پیغمبروں کی شان نہیں۔

لِاَنَّ هٰذَا اظهارٌ للجزع، وجارٍ مجری الشكاية من الله، وانّه لا يحسن بالانبياء الذين يجب عليهم ان يفوضوا امورهم الى الله فى البأساء والضرّاء وحين البأس۔

یہ تو جزع و فزع کا اظہار ہے، اس سے تو اللہ کی شکایت نکلتی ہے۔ پیغمبروں کے لیے یہ مناسب نہیں، اُن پر تو یہ لازم ہے کہ رنج و غم و ضرر و زحمت ہر حال میں اپنے تمام معاملات کو اللہ ہی کے سپرد کیے رکھیں۔

فرمایا، پوری آیت یوں ہے :۔

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ

یعقوبؑ نے اپنے بال بچوں سے منہ موڑ لیا اور کہا، یوسف پر ہائے افسوس، رنج سے یعقوبؑ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كَظِيْمٌ. قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ
حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ
قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ، يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا
فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا
مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ
اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ،

کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں۔ بایں ہمہ وہ غم کو کھائے اور رنج کو دبائے رہتے، سب نے کہا، تو یوسف کو یاد کرنے سے باز نہ آئے گا جب تک کہ تیرے جسم و عقل میں فساد نہ آئے یا تو ہلاک ہونے والوں میں داخل ہو جائے، یعقوبؑ نے کہا میں تو صرف اللہ ہی کی جناب میں اپنی شکایت اور اپنے رنج کو پیش کرتا ہوں اور اللہ کی نسبت جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اے میرے بچو، جاؤ جا کے یوسف اور اس کے بھائی کی آہٹ لو، اللہ کے فضل سے ناامید نہ ہو، اللہ کے فضل سے بجز ان لوگوں کے جو کافر ہیں اور کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

فرمایا:۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ واللہ اکبر

کیا غم ہے مزہ کا کہ طبیعت نہیں بھرتی

فراق میں نالہ، رنج و غم اللہ کے حوالہ، کلام اللہ کی یہی آیتیں یعقوب علیہ السلام کی کیا کیا شانیں دکھاتی ہیں ۔ع

با خدا باش ہر چہ خواہی کن

اللہ تعالیٰ نے انھیں کظیم فرمایا ہے یعنی رنج و غم سے زار و نزار رہتے ؛ اس پر بھی نہ بے صبر تھے نہ بے قرار تھے۔

عرض حال کرتے ہیں تو اسی معبود مطلق سے، استغاثہ ہے تو خدائے برحق سے، مخلوق سے استغاثہ غیر اللہ سے سروکار، نبوت کی بارگاہ ہے جہاں اللہ ہی اللہ ہے،

اللہ کے فضل پر اتنا وثوق ہے کہ یوسف کی سنائی سبھی سناتے ہیں مگر وہ کسی کا یقین نہیں لاتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وفورِ فضل کی فراوانی بحرِ کرم کی بے پایانی پر جس کی نظر ہو وہ کسی بات سے کیوں مضطر ہو۔

سالہا سال گزر چکے ہیں گم گشتہ کا نشان تک مفقود ہے پھر بھی اللہ کے فضل سے ناامید نہیں ہوتے۔ع

نومید مشو کہ نا اُمیدی کفر است

لانّ الیاس من رحمۃ اللہ تعالیٰ لا یحصل الا اذا اعتقد الانسان ۔

اللہ کی رحمت سے نا امیدی اسی وقت ہوگی جب انسان اعتقاد کرے کہ :۔

ان الالٰہ غیر قادرٍ علی الکمال

اللہ اس کام کے پورے کرنے پر قادر نہیں

او غیر عالمٍ بجمیع المعلومات

یا تمام معلومات پر حاوی نہیں

او لیس بکریمٍ بل ھو بخیلٌ

یا اللہ کریم نہیں بخیل ہے (معاذ اللہ)

وکل واحدٍ من ھذہ الثلاثۃ یوجب الکفر

ان تینوں باتوں میں سے ہر ایک بات موجب کفر ہے

فاذا کان الیاس لا یحصل الا عند حصول احد ھذہ الثلاثۃ وکلّ واحدٍ منھا کفرٌ ثبت أن الیاس لا یحصل الا لمن کان کافراً

جب نا امیدی انھیں تینوں باتوں میں سے کسی ایک کا ثمرہ ہے تو ظاہر ہے کہ نا امید وہی ہوگا جو کافر ہو اور خدا کی خدائی کا منکر ہو۔

فرمایا:- یعقوب علیہ السلام کی اس شان اور اس علوِّ ایمان سے اللہ تعالیٰ مومنین کو تعلیم دیتا ہے کہ خواہ کیسا ہی ابتلا نازل ہو مگر مومن کی یہی شان ہے کہ کسی حال میں بھی اللہ سے غافل نہ ہو۔

دلم رسا کن بیت الحزن عجب وارد! کہ رو بحضرت حق در ہوائے فرزند است

عرض کی یا حضرت ایک کے لیئے تمام اولاد سے منہ موڑ لینا اور پھر حادثہ بن یامین کا پیش آنے اور یا اسف یوسف پر ہوں اس کے کیا معنی ؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رونے سے ہیں کام کسی کی خبر آسے

فرمایا:- الاسی یبعث الاسی تمیم اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ میں کہتا ہے:-

لقد لامنی عند القبور علی البکا — رفیقی لتذراف الدموع السوافک

(قبروں کے پاس رونے سے میرے ساتھی نے مجھے ملامت کی کہ اس اشک خون ریز سے کیا فائدہ)

فقال أتبکی کل قبر رأیته — لقبر ثوی بین اللوی والدکادک

(اس نے کہا کہ کیا بات ہے کہ تو ایک خاص قبر کے لئے جو مقامات لوی و دکادک کے درمیان ہے جس قبر کو دیکھتا ہے رونے لگتا ہے) فقلت لہ ان الاسی یبعث الاسی فدعنی فہذا کلہ قبر مالک (میں نے جواب دیا کہ رنج سے رنج برانگیختہ ہوتا ہے، مجھے نہ چھیڑو، میرے نزدیک تو یہ سب قبریں مالک ہی کی ہیں)

حقیقت استرجاع

عرض کی:- کیا یہ مناسب نہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پر شدید مصیبت نازل ہوئی تھی تو بجائے اظہار اسف و حزن کے انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے کہ پروردگار کی جانب سے صلوات و رحمت کے مستحق ٹھہرتے اور مہتدی بنتے۔

فرمایا:- ایک روایت یہ بھی ہے کہ استرجاع (انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا) خصیصۂ امت محمدیہ ہے لیکن یہ روایت قوی نہ ہوگی اس لئے کہ انا للہ سے مراد یہ ہے کہ انا مملوکون للہ وھو الذی خلقنا و اوجدنا (ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی وجود میں لایا) اور انا الیہ راجعون (ہم اسی اللہ کی جانب لوٹنے والے ہیں) اس میں حشر اور قیامت کی جانب اشارہ ہے۔

کوئی خدا پرست قوم ممکن نہیں کہ انا للہ و انا الیہ راجعون کے مفہوم سے بے خبر ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں تو سمجھتا ہوں کہ حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کے ان اقوال میں :-

(۱) فصبرٌ جمیل۔

(۲) عسَی اللہ ان یاتینی بھم جمیعًا۔

(۳) انہ ھو العلیم الحکیم۔

(۴) انما اشکوا بثّی وحزنی الی اللہ۔

(۵) واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

(۶) لا تیأسوا من روح اللہ

(۷) لا ییأس من روح اللہ الّا القوم الکافرون۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا پورا مفہوم موجود ہے۔

سفیدی چشم یعقوبؑ

رہی یہ بات کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی آنکھیں فرطِ گریہ سے اندھی ہوگئی تھیں تو یہ بھی خلاف واقع ہے، کلام اللہ میں غلبہ بکا سے آنکھوں کے سفید ہوجانے کا تذکرہ ہے، اندھے ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

وعند غلبۃ البکاء یکثر الماء فی العین	جب گریہ غالب ہوتا ہے تو آنکھ میں آنسو بھر جاتا ہے،
فتصیرُ العین کانھا ابیضت من بیاض	اس حالت میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سفیدی آب
ذٰلکَ الماء	دیدہ کے باعث گویا دیدے سفید ہوگئے ہیں۔
وقولہ وابیضت عیناہ من الحزن	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یعقوبؑ کی دونوں آنکھیں حُزن
کنایۃٌ عن غلبۃ البکاء	سے سفید ہوگئیں بطور کنایہ اس غلبہ بکا ہی مراد ہے۔
وَالدَّلیلُ علی صحۃ ھذا القول ان	اس بات کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حزن کی تاثیر
تاثیر الحزن فی غلبۃ البکاء لا فی حصول العمی	گریہ غالب ہونے میں ہے، نابینا ہوجانے میں نہیں ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فالاحسن ان یحمل الابیضاض علی غلبۃ البکاء لا علی العمی ۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ آنکھوں کے سفید ہو جانے کو غلبۂ بکا پر محمول کیا جائے، نابینائی پر محمول کیا جائے۔

رد بصر عرض کی:۔ فراق یوسف میں اگر یعقوب اندھے نہیں ہوئے تو قمیص یوسف کے لیجانے اور اس کے باعث دوبارہ بصیر ہو جانے کے کیا معنی؟

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا وَاْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔

یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا میرے اس قمیص کو لے جاکے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان میں بصارت آجائیگی اور تم لوگ اپنے تمام گھر والوں کو لے کے میرے پاس آجاؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۔

جب قافلہ جدا ہوا یعنی مصر سے کنعان کو چلا تو یعقوبؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے تو حقیقت میں یوسفؑ کی ہوا آرہی ہے اُن کی خوشبو پا رہا ہوں اگر تم مجھے خرافت سے منسوب نہ کرو۔

فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا

جب بشارت دینے والا آیا یوسفؑ کے قمیص کو یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا تو پھر سے بصارت آگئی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

یعقوبؑ نے کہا: کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی نسبت جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

تحقیق رد بصر فرمایا:۔ آیات و روایات کے درمیان توفیق و تطبیق دی جاچکی ہے:۔

علم یوسف ان اباہ ما صار اعمی الا انہ من کثرۃ البکاء وضیق القلب ضعف بصرہ فاذا القی علیہ قمیصہ

یوسفؑ کو علم تھا کہ یعقوبؑ اندھے نہیں ہوئے البتہ کثرت گریہ و تنگدلی سے بصارت میں ضعف آگیا ہے میرا قمیص اگر ان پر ڈال دیا گیا تو ان کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فلا بدان ینشرح صدرہ وان یحصل فی قلبہ الفرح الشدید وذٰلک یقوی الروح ویزیل الضعف عن القویٰ فحینئذٍ یقوی بصرہ ویزول عنہ ذٰلک النقصان	سینہ میں انشراح پیدا ہوگا اور لامحالہ ان کے دل کو نہایت فرحت ہوگی۔ جس سے روح میں طاقت آئیگی اور قوتوں میں جو ضعف آگیا ہے وہ زائل ہو جائیگا نتیجہ یہ ہوگا کہ بصارت قوی ہو جائیگی اور یہ نقصان جو بینائی میں اس وقت آچلا ہے جاتا رہیگا۔
وقولہ فارتدّ بصیرا" ای لما القوا القمیص علی وجھہ وبشّر بحیاۃ یوسف علیہ السلام عظم فرحہ وانشرح صدرہ وزالت احزانہ فعند ذٰلک قوی بصرہ وزال النقصان عنہ۔	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یعقوب کو پھر سے سوجھنے اور دکھائی دینے لگا اس کے یہ معنی ہیں کہ یعقوب علیہ السّلام کے منہ پر جب قمیص کو ڈالا اور یوسف علیہ السّلام کی زندگی کی انہیں خبر ہوئی تو بہت ہی خوش ہوئے، سینہ جو منقبض ہو رہا تھا کھل گیا، رنج وغم جاتے رہے، جب یہ کیفیت ہوئی تو بصارت میں بھی قوت آگئی اور قلت بصارت کی شکایت جاتی رہی۔

جب گلے سے مل گئے سارا گلا جاتا رہا

عبادت تا بہ یقین | فرماتے تھے کائنات کی ہر شئے مظنون ہے یقین صرف موت کا نام ہے، حیف ہے کہ انسان ظن کے درپے رہے اور یقین سے غافل ہو جائے۔

مستفیدین نے سند پوچھی تو فرمایا:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۔	اپنے پروردگار کی اس وقت تک عبادت کرتے رہو جب تک کہ یقین نہ آجائے۔

غرض کی ایک جماعت صوفیہ تو اسی سے استدلال کرتی ہے کہ شان ربوبیت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے متعلق انسان جب درجۂ یقین تک پہونچ جائے تو عبادات کی تکلیف ساقط ہو جاتی ہے۔

فرمایا:۔

(۱) یقین جو ظن کے بالمقابل ہے اُس کے لئے "اِتیان" نہیں لاتے۔

(۲) کلام عرب میں موت کو یقین بھی کہتے ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہاں یقین کی تفسیر موت سے کی ہے۔

(۴) القرآنُ یُفسّرُ بَعضُہٗ بَعضاً۔ دیکھو کفار جہنم میں مبتلائے عذاب ہیں پوچھا جاتا ہے" مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ " تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ عرض کرتے ہیں:۔ لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ' ہم نماز گزاروں میں سے نہ تھے ' وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ' محتاج کو کھلاتے نہ تھے ' وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِیْنَ۔ اور خوض کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی اسی دھن میں لگے رہتے تھے ' حَتّٰی اَتٰنَا الْیَقِیْنُ۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں موت آگئی '

دیکھو یقین کے معنی بجز موت کے یہاں کچھ اور ہو ہی نہیں سکتے۔

ہندوستان میں عربی زبان کا واحد علم بردار

مجلہ الضیاء لکھنو

جو

ہر مہینہ بہترین علمی وادبی و تعلیمی مقالات پر مشتمل پابندی وقت کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور جس کے متعلق ممالک عربیہ کے مشہور اخبارات اور رسالوں نے گراں قدر خیالات ظاہر کئے ہیں ' مشاہیر ادبائے مصر و شام اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ہندو بیرون ہند کے ممتاز اہل قلم حضرات کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔ اور شمالی ہندو سندھ کے علاوہ جنوبی ہند ' عدن ' خلیج فارس نیز دیگر عربی ممالک میں ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ مدیر مسئول: مسعود عالم ندوی۔ نگران و سرپرست حضرت علامہ سید سلیمان ندوی مدظلہ العالی قیمت سالانہ ۳/- ششماہی ۱/۸ - مشتہرین خط و کتابت کریں۔ نمونہ کا پرچہ ۲/ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

مینجر الضیاء لکھنو

© rasailojaraid.com